ڈاکٹر صلاح الدین ثانی ☆

جانوروں کے حقوق اور ان سے حسن سلوک

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

﴿۱﴾

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے قلب و لسان کے ذریعے بنی نوع انسان کو تمام مخلوقاتِ عالم پر شرف (۱) و بیان (۲) (گفتگو) کی دو نعمتوں کی بدولت جملہ حیوانات پر فضیلت عطا کی، ارشاد ربانی ہے

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۳)

ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

آپ ﷺ کا وجود بھی انسانوں کے لئے باعث رحمت تھا۔ جس کے سبب دنیائے انسانیت اجتماعی عذاب سے محفوظ رہی۔ آپ ﷺ کے ذریعے کروڑوں اور اربوں انسانوں نے ہدایت پا کر جہنم سے نجات حاصل کی اور قیامت تک حاصل کرتے رہیں گے، روز قیامت بھی آپ ﷺ کی سفارش پر بے شمار مسلمان (۴) جہنم سے نجات پائیں گے۔ آپ ﷺ کے کاشانہ رحمت سے صرف انسان ہی نہیں حیوانات بھی مستفید ہوئے، آپؐ نے جہاں انسانوں کے لئے رحمت و شفقت سے بھرپور قوانین بیان فرمائے وہاں حیوانات بھی محروم نہیں رہے۔ بلکہ کائنات کی کوئی مخلوق بھی محروم نہیں رہی۔

☆ استاذ قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد

انسانوں اور حیوانوں کا باہمی تعلق ناطق وغیر ناطق کی تفریق کے ساتھ ابتدائے آفرینش سے ہے اور قیامت ہی نہیں بلکہ قیامت کے بعد جنت میں بھی باقی رہے گا۔ ہماری دنیا سمیت دیگر سیاروں، فضاؤں، سمندروں میں حیوانات کی تعداد کتنی ہے؟

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ - (۵)

ان لشکروں کی تعداد سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

حیوانات میں سے کچھ وہ ہیں جن کا انسانوں سے قریبی تعلق ہے، ان حیوانات کے ساتھ رہنے، ان کو بطور خوراک استعمال کرنے سے ان کے خصائل بھی انسانی عادات و اخلاق اور زبان کا حصہ بن چکے ہیں۔ مثلاً گھوڑے میں مفاخرت کا جذبہ موجود ہے، چنانچہ شہسوار میں بھی یہ اثرات نمایاں ہوتے ہیں، اس طرح اونٹ کا کینہ، شیر کی شجاعت، لومڑی کی عیاری، ہاتھیوں کی ذکاوت، سانپوں کا انتقام، کوؤں کی حرص وغیرہ محاورات ہماری زبان و ادب کا حصہ بن چکے ہیں۔

جانور کی لغوی و اصطلاحی تعریفات

جانوروں کے حوالے سے بحث آگے بڑھانے سے پہلے ضروری ہے کہ جان لیں کہ ان سے کون سی مخلوق مراد ہیں۔ نسیم اللغات کے مطابق جانور کے معنی حیوان، جاندار، ذی روح کے ہیں۔(۶) حیوان مطلق کہتے ہیں بے سلیقہ کو، حیوان ناطق انسان کو اور غیر ناطق کا اطلاق جانوروں پر کیا جاتا ہے۔(۷) گویا جانور جو کہ فارسی کا لفظ ہے اس کے معنی حیوان غیر ناطق کے ہوں گے۔ حیوان/جانور کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے ابو جیب لکھتے ہیں:

كل ذى روح ناطقا كان او غير ناطق مأخوذ من الحياة يستوى فيه الواحد والجمع

حیوان ہر ذی روح شیٔ کو کہا جاتا ہے خواہ وہ بولتی ہو یا نہ بولتی ہو۔

یعنی وہ حیوان ناطق ہو یا غیر ناطق ہو۔(۸) یہ لفظ واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور قرآن میں بھی انہی معنی میں مستعمل ہے۔(۹) اس کی ایک تعریف ابجد العلوم کے مطابق یہ ہے، علم حیوان وہ علم ہے جس میں جانوروں کی مختلف قسموں کے خواص، عجائب وغرائب منافع ومضرات سے بحث کی جاتی ہے۔ اس علم کا موضوع حیوانات ہیں۔ اس میں دریائی جانور، خشکی

میں رہنے والے، اڑنے والے، چلنے والے، رینگنے والے سب شریک ہیں۔

علم الحیوان کی غرض وغایت جانوروں سے نفع حاصل کرنا، بطور دواء استعمال کرنا، ان کے نقصانات سے بچنا اور عجیب وغریب کیفیات وخصوصیات سے واقف ہونا ہے۔(۱۰)

حیوانات کے علم کو علم حیاتیات کہا جاتا ہے۔اس میں علم الابدان، جینیات، تقابلی اناٹومی، حیوانی فزیالوجی، تقابلی فزیالوجی، ممالوجی، انتھروپالوجی اور فی تھالوجی شامل ہیں۔(۱۱)

حیوانات کا اطلاق چرند وپرند تمام مخلوقات پر یکساں ہوتا ہے۔(۱۲)

جانوروں کے ساتھ غیر مسلمو ں کا سلوک اسلام سے پہلے اور بعد میں

اسلام میں جانوروں کے کیا حقوق بیان کئے گئے ہیں؟ اور ان سے حسن سلوک کی کیا تعلیم دی گئی ہے؟ اسے سمجھنے کے لئے تقابلی مطالعے کی ضرورت ہے۔لہٰذا میں اسلامی تعلیمات پیش کرنے سے پہلے غیر مسلموں کے سلوک کو بیان کر رہا ہوں تا کہ سیرت طیبہ کی خوبیاں زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آسکیں۔مجیب اللہ ندوی لکھتے ہیں:

> اسلام نے محنت کش جانوروں تک کے حقوق کا تحفظ کیا ہے، جب کہ دنیا کے کسی مذہبی یا سیاسی دستور میں محنت کش جانوروں کے حقوق کا کوئی ایسا مکمل قانون موجود نہیں ہے جس میں ان کے حقوق کی پوری ضمانت وحفاظت کی گئی ہو، اگر کہیں قانونی طور پر بعض جانوروں کی حفاظت بھی کی گئی ہے، تو اس کا تعلق محض جذبات و روایات یا محض مادی منفعتوں سے ہے، مگر اس حیثیت سے ان کے حقوق متعین نہیں کئے گئے ہیں کہ وہ بھی خدا کی ایک بے زبان مخلوق ہیں، اس لئے ان کے ساتھ بھی انسان کو رحم وکرم کا معاملہ کرنا چاہئے۔ضرورت کے لئے ان سے کام لینا اور فائدہ اٹھانا تو صحیح ہے، مگر ان پر ظلم وستم کرنا، ان کو آرام نہ پہنچانا اخلاق وقانون دونوں لحاظ سے مجرمانہ فعل ہے۔(۱۳)

دنیا میں جو قوانین بنائے گئے تھے ان میں جانوروں کا کسی کو نقصان پہنچانے کی صورت میں مواخذہ تھا، خود جانوروں کو جو نقصان پہنچائے یا ایذاء پہنچائے اس پر قوانین نہیں وضع کیے گئے تھے۔بقول ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں جانوروں کو انسان کی طرح سمجھا جاتا تھا

حالانکہ انسان تو عقل ودانائی رکھتا ہے،صورت حال یہ تھی کہ جانوروں پر انسان ہی کی طرح مقدمات دائر کیے جاتے تھے اوران پر قید وبند، جلاوطنی اورموت کی سزا کا حکم سنایا جاتا تھا۔ٹھیک انسان ہی کی طرح۔

یہودی قوانین

یہودی قوانین میں یہ ہے کہ اگر کوئی بیل کسی مرد یا عورت کو سینگ سے زخمی کر دے اور اس زخم سے اس کی موت واقع ہو جائے تو بیل کو رجم کیا جائے گا، اوراس کا گوشت حرام قرار دیا گیا اوراگر یہ بیل سینگ مارنے کا عادی نہ ہو تو مالک پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اوراگر اس کی یہ خصلت بن گئی ہو اورعوام نے مالک کو متنبہ کیا ہو اوراس نے لوگوں کے متنبہ کرنے پر کوئی توجہ نہ دی ہو اور اسے آزاد چھوڑ دیا ہو۔یہاں تک کہ وہ جانور کسی مرد یا عورت کی ہلاکت کا سبب بن جائے تو بیل کو رجم کیا جائے گا اور مالک کو پھانسی دی جائے گی۔

یہودی قوانین کے مطابق ایک دوسری صورت بھی تھی، وہ یہ کہ اگر کوئی مرد یا عورت کسی جانور سے اپنی جنسی خواہشات پوری کرے تو مرد یا عورت اورجانور دونوں کو قتل کیا جائے گا۔

یونانی قوانین

قدیم یونانی قانون میں جانور اور وہ پتھر جو کسی انسان کی ہلاکت کا سبب بنا ہو اس کے لئے خاص عدالت تھی۔اس کو برتانیوں سے موسوم کیا جاتا تھا، یہ اس جگہ کا نام ہے جہاں عدالت لگتی تھی اور جیسا کہ افلاطون نے اپنی کتاب ''القوانین'' میں ذکر کیا ہے کہ جب کوئی جانور کسی انسان کو مار ڈالے تو مقتول کے ورثا کو یہ حق ہے کہ وہ عدالت میں جانور پر دعویٰ دائر کریں اور ورثاء کو کسانوں میں سے قاضی مقرر کرنے کا اختیار ہے اورجانور پر ثبوت جرم کے بعد قصاص واجب ہوگا اس کے مردہ جسم کو شہر سے دور ڈلوا دیا جائے گا اوراس حکم سے وہ قتل مستثنیٰ ہے، جو انسانوں اورحیوان کے درمیان مقابلہ آرائی کے اسٹیج سے وجود میں آیا ہو اس پر کسی قسم کی فرد جرم عائد نہیں ہوگی، جب کوئی پتھر کسی انسان پر آ گرا ہو اور وہ جانبر نہ ہوسکا ہو تو قریب ترین ورثاء کو یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ اپنے پڑوس میں سے کسی کو قاضی مقرر کرے تا کہ وہ پتھر کے خلاف فیصلہ صادر کرے کہ اسے شہر کے حدود سے باہر پھینک دیا جائے، اوران کے نزدیک جانوروں کی ذمہ داری قتل کے حالات پر محدود نہیں تھی بلکہ قتل

سے کم تمام زیادتیوں میں بھی وہ ذمہ دار ٹھہرائے جاتے تھے۔

مثلاً کوئی کتا کسی انسان کو کاٹ کھاتا تو اس وقت کتے کے مالک پر ضروری ہو جاتا کہ وہ فوراً اس کے حوالے کردے جسے اس نے کاٹا ہے، رسی وغیرہ میں باندھ کر، تاکہ وہ جس طرح چاہے اپنے زخم کا بدلہ لے لے، خواہ قتل کر کے یا کسی دوسری سزا کے ذریعے، اسی طرح ان کے نزدیک یہ قانون تھا کہ جانوروں کو سزا دی جاتی آقا کی زیادتی پر یا اس کے خاندان کی زیادتی پر بعض احوال میں، چنانچہ جس پر کسی جرم کے ارتکاب کے سلسلے میں فیصلہ جاری کیا جاتا جلاوطنی کا، خواہ وہ جرم مذہب یا حکومت کے خلاف ہو۔ آقا اور اس کے اہل بیت اور اس کے تمام جانوروں اور اس کی ساری جائداد پر حکم لگایا جاتا جلا ڈالنے کا، منہدم کرنے کا اور قرقی و ضبطی کا۔ (گویا انسان کے جرم کی سزا جانور کو بھی دی جاتی تھی)

رومی قوانین

قدیم رومیوں کے قانون کی ایک دفعہ ہے جس کے ذریعے بیل اور اس کے مالک کو جلاوطن کرنے کا حکم نافذ کیا جاتا ہے۔ جب کہ بیل ھل جوتتے ہوئے کھیت کی مینڈ پار کر جائے، اور رومن میں اس کتے کی یہ سزا مقرر کی گئی تھی، جو کسی انسان کو کاٹ کھائے تو کتے کا آقا اپنے کتے کو زخم خوردہ شخص کے حوالے کردے اور جس طرح چاہے اس کتے کے ساتھ معاملہ کرے، اسی طرح ایک دفعہ اس جانور کے لئے بھی تھی جو اپنے مالک کے علاوہ کسی اور کے علاقے کی گھاس چر جائے۔

اور بالکل اسی طرح کے قوانین جانوروں کی سزا کے سلسلے میں قدیم جرمنی اور یونان میں تھے۔

ایرانی قوانین

قدیم فارس کے نزدیک معاملہ اس سے بھی زیادہ انوکھا اور نرالا تھا وہ یہ کہ وہ کتا جو ایک دوسرے سے لڑ کر زخمی ہو گیا ہو اور وہ کسی بکری کو کاٹ کھائے۔ بعد میں وہ بکری مرگئی، یا اس نے انسان کو زخمی کردیا تو اس صورت میں اس کا دایاں کان کاٹا جائے اور اگر اس نے دوبارہ یہ حرکت کی تو بایاں کان کاٹا جائے گا اور تیسری حرکت میں دایاں پیر کاٹا جائے گا اور چوتھی حرکت میں بایاں پیر کاٹا جائے گا اور پانچویں مرتبہ اگر اس طرح کی حرکت صادر ہوئی تو اس کے آلہ تناسل کو جڑ سے کاٹ

دیا جائے گا۔

فرانسیسی قوانین

یورپ کے عصور وسطیٰ میں فرانس وہ پہلا ملک ہے جہاں تیرہویں صدی مسیحی میں جانوروں کی جنایت پر (جرم) پر سزا کا مقدمہ اس عدالت میں پیش کیا گیا جہاں سے انسانوں کے مقدمات فیصل ہوتے ہیں، پھر چودھویں صدی میں دنیا بھر میں اس پر عمل ہونے لگا، ''بلجیکا'' میں پندرہویں صدی میں بعد ازاں کچھ بعد دیگرے ہالینڈ، جرمنی، اٹلی اور سوئڈن میں سولہویں صدی میں اور یہ عمل انیسویں صدی تک ان کی قوموں میں جاری رہا۔

یورپ کے قوانین

یورپ میں جانوروں کا مقدمہ مجنی علیہ یا عدالت کی طرح سے دعوے پر قائم ہوتا تھا، پھر مجرم جانور کی طرف سے ایڈووکیٹ دفاع کرتے، اور عدالت جانور کو احتیاطاً حراست میں رکھتی، پھر جج حکم صادر کرتا اور یہ حکم عوام کی موجودگی میں نافذ ہوتا جس طرح انسانوں کے بارے میں فرمان جاری ہوتے ہیں، اور کبھی جانور کو سنگسار کرکے ختم کرنے کا فرمان جاری ہوتا اور کبھی سر قلم کرنے اور کبھی بعض اعضاء کو کاٹنے کا۔ کسی کے ذہن و دماغ میں یہ بات نہیں آسکتی ہے کہ فیصلہ صرف تفریح طبع کے لئے ہے بلکہ یہ قطعی اور حتمی فیصلہ ہوتا تھا۔ ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ وہ اسباب جو اہل یورپ کو جانوروں کے خلاف معاملہ کو عدالت تک پہونچانے میں آمادہ کرتے تھے ان کے نزدیک طبعی اور فطری قوانین کی خلاف ورزی ہی تھی۔ چنانچہ جانوروں پر جادو کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اور یہ ایک بہت بڑا جرم ہے، جس کے مرتکب کو آگ میں جلانے کی سزا دی جاتی تھی، بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ وہ اس موقع پر ایک عظیم الشان تقریب منعقد کرتے تھے اور ایک بڑے مجمع کے سامنے حکم صادر کیا جاتا تھا۔ پھر جلاد لکڑی کے ایک گٹھر کے ساتھ آتا تھا اور اسے وہ ایک میدان کے بیچوں بیچ رکھ دیتا تھا۔ اور وہ بلیاں حاضر ہوتی تھیں، جن کے خلاف فیصلہ صادر کیا جاتا، ہر بلی لوہے کے ایک مضبوط پنجرے میں ہوتی اور جب حکم جاری کرنے کا وقت قریب ہوتا اس وقت بعض پادری آتے اور ان کے ساتھ بعض سرکاری افسران بھی ہوتے، چنانچہ ان میں سے ایک آگے بڑھتا، اس کے دونوں ہاتھوں میں آگ کا انگارہ ہوتا۔ لکڑی کو سلگانے کے لئے پھر ایک افسر بلیوں کو آگ میں ڈالنے کا حکم جاری

کرتا۔ یہاں تک کہ ساری بلیاں خاکستر ہو جائیں۔ جادو کی سزا میں۔(۱۴) گویا ان کے نزدیک بلیاں بھی جادوگر تھیں اور جادو کی جو سزا انسان کے لئے تھی وہی بلی کے لئے بھی تھی گویا بلی اور انسان ایک برابر تھے یہ تھا یورپ کا شاہی عدل، فاعتبروا یا اولی الابصار

ہندو قوانین

ہندو قوانین کی مستند ترین کتاب ارتھ شاستر میں بھی جانوروں سے متعلق بہت سے قوانین مختلف مقامات پہ بیان کئے گئے ہیں، سرکاری وغیر سرکاری تمام جانوروں کے بارے میں حکم ہے انہیں داغا جائے اور قدرتی علامات سمیت رجسٹر میں درج کیا جائے۔ جس کے پاس غیر داغ شدہ جانور ہو تو اس پر جرمانہ کیا جائے۔(۱۵) طبعی موت مرنے والے کی کھال مع داغ حکومت کے پاس جمع کرائی جائے۔(۱۶) ہاتھیوں اور گھوڑوں کی سات اقسام بیان کرکے ہر ایک کے جدا جدا احکام بیان کئے گئے ہیں۔(۱۷) اسی طرح ہاتھیوں کے استعمال کی عمر ۴۰ سال مقرر کی گئی ہے۔ (۱۸) جو انہیں ایذاء پہنچائے اس پر جسمانی و مالی جرمانہ مقرر کیا گیا ہے۔(۱۹) جانوروں کی رہائش کے قوانین بھی بیان کئے گئے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ نچلی ذات کے انسانوں کے لئے ہندو مذہب میں جو قوانین وضع کئے گئے ہیں جانوروں کے قوانین ان سے لاکھ درجہ بہتر ہیں۔

عرب جاہلی معاشرے کے قوانین

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسانوں ہی کے لئے نہیں. بلکہ پوری مخلوق کے لئے رحمت تھے۔ نباتات وحیوانات کے بارے میں آپ ﷺ کے خصوصی رویوں اور ارشادات کا پتہ چلتا ہے بالخصوص حیوانات کے بارے میں آپ ﷺ کے واضح ارشادات ہیں۔ چونکہ جاہلی معاشرہ بنیادی طور پر ایک ظالم معاشرہ تھا اور اس ظلم کی بنیاد قوت تھی۔ ہر طاقتور سب کچھ کر گزرنے کو اپنا حق سمجھتا تھا اور ہر کمزور ظلم کا شکار رہتا ہے۔ جاہلی عرب طاقت کے جائز ناجائز استعمال کو نہ صرف ضروری خیال کرتے تھے بلکہ اسے مسلمہ اصول سمجھتے اور اس کے اظہار پر فخر کرتے۔ طاقت کا استعمال اقدام ودفاع دونوں میں یکساں طور پر مرغوب تصور کیا جاتا تھا۔ عرب شعراء نے مسلک جارحیت کو اپنے اشعار کی زینت بنایا ہے۔ مثلاً ؎

الا لا یجهلن احد علینا فنجهل فوق جهل الجاهلینا

ومن لم یزد عن حوضه بسلاحه یهدم ومن لا یظلم الناس یظلم (۲۰)

جاہلی عربوں کی ظالمانہ روش کا شکار ہر کمزور مخلوق تھی۔ بچوں پر، عورتوں پر، غلاموں پر اور سب سے بڑھ کر حیوانوں پر جو مظالم ہوتے اس کی کوئی حد نہیں۔

جب کوئی شخص مر جاتا تو عربوں میں رواج تھا اس کی سواری کے جانور کو اس کی قبر پر باندھ دیتے اور اس کو کھانا پانی کچھ نہیں دیتے، یہاں تک کہ جانور بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرجاتا تھا۔(۲۱) عربوں نے اس رسم کا نام البلیۃ رکھا تھا۔(۲۲) محمد انسائیکلوپیڈیا آف سیرۃ Muhammad Encyclopaedia of Seerah کے مطابق عربوں میں ایک طریقہ یہ رائج تھا کہ وہ جانور کو کسی چیز سے باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرتے تھے یہاں تک کہ وہ زخموں سے چور ہو کر ہلاک ہو جاتا اس کے بعد وہ اسے اپنی ضروریات کے لئے استعمال کرتے تھے۔(۲۳) مدینہ میں یہ رسم تھی کہ زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لیتے مثلاً دنبہ کی چکی، اونٹ کا کوھان یا ایک پاؤں اور اسے پکا کر کھا لیا کرتے تھے۔(۲۴) عربوں میں ایک عادت یہ تھی وہ جانور کو ذبح کرتے وقت بہت تکلیف دیتے تھے کبھی کبھار چھری سے ذبح کرنے کے علاوہ اس کی گردن پر بھاری پتھر یا لکڑی مار کر ہلاک کر کے استعمال کرتے جس سے جانور کو بہت تکلیف ہوتی اور تڑپ تڑپ کر جان دیتا تھا۔(۲۵) جانوروں کے منہ پر بطور علامت کے داغ لگایا جاتا تھا۔(۲۶) جانوروں کو باہم لڑاتے تھے یہاں تک کہ جانور زخمی یا معذور ہو جاتے تھے۔(۲۷) پرندوں کو پکڑنے (۲۸) اور ان کے انڈے نکال لینے کا بھی رواج تھا۔(۲۹) عربوں میں بدعقیدگی کی بنا پر رواج تھا کہ اونٹ کے گلے میں تانت کا قلادہ یا ہار ڈالا کرتے تھے۔(۳۰) غرض کہ اہلِ عرب وہ قوم تھے جو لڑکیوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے، بھلا ان کی نگاہ میں جانور کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ کی آمد سے پہلے روئے زمین کے چپے چپے پر ظلم و جور کا قانون تھا، عدل ناپید تھا۔ بقول علامہ دمیری گدھ اور شتر مرغ کا فرق مٹنے لگا، بچھو زہریلے سانپ کے منہ لگنے لگا، دودھ چھٹے بچے حیوانوں کی برابری کرنے لگے، مچھلی اور گوہ کو برابر سمجھا جانے لگا، ہر ایک نے بجو کے اخلاق اپنا لئے، مقتداؤں نے چیتے کی کھال اوڑھ لی، برائیوں کو کبوتر کے طوق کی طرح گردن میں ڈال لیا،

بڑوں نے یہ سمجھ لیا وہ خود قطا (پرندہ) سے زیادہ سچے اور ان کے چھوٹے فاختہ (پرندہ) سے زیادہ خطا کار ہیں، تجربہ کار بوڑھا دو مشکیزوں والی عورت ثابت ہونے لگا، حاذق دانا دیہاتی معلوم ہونے لگا، عاقل اشقر (پرندہ) کی طرح حیران اور طالب علم حباری (پرندہ) کی طرح سرگرداں نظر آنے لگا، کہنے والا کہہ رہا تھا جنگلی گدھا مل گیا تو سارا شکار مل گیا، حق کا متلاشی سیٹی بجانے والے پرندے کی طرح بار بار کہہ رہا تھا خاموش رہو خاموش رہو۔(۳۱) اتنے میں صدائے بازگشت گونجتی ہے۔

قولوا لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ تفلحون۔

کہدو اللہ ایک ہے، محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، کامیاب ہو جاؤ گے۔

ایک شاعر کے الفاظ میں ۔

اک مہر جہاں تاب ابھرتا ہے حرم سے
اب جھوٹے خدا اپنے چراغوں کو مٹائیں

اس صدا پر انس وجن جمادات ونباتات سب ہی لبیک کہتے ہیں، پھر مدینہ کی گھاٹیوں سے کچھ اس طرح استقبال ہوتا ہے!

طلع البدر علینا - من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا - مادعیٰ للّٰہ داع

ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا ہے گھاٹیوں سے۔ہم پر اس کا شکر ادا کرنا لازم ہے جو بلانے والا اللہ کی طرف بلاتا ہے۔

آپ ﷺ کی آمد سے انس وجن نباتات وجمادات ہر ایک پر بلکہ ہر طرف رحمت ہی رحمت کا ظہور ہوا کائنات آپ ﷺ کے سایۂ عاطفت کی بدولت ہدایت، تحفظ، عدل ومساوات سے مالا مال ہو گئی۔

معروف مستشرق کا اعتراف

معروف مستشرق آر وی سی بوڈلے اعتراف کرتے ہوئے کچھ اس طرح رقم طراز ہے!

آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جانوروں کی پرورش اور ان سے اچھا سلوک کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ کوئی بھی شخص اپنے مویشیوں کے ساتھ برا سلوک نہ کرے اور نہ انہیں

بے جا مارے پیٹے، جانوروں کے بارے میں بھی عربوں میں ایک جاہلیت کی رسم چلی آ رہی تھی کہ جب کوئی آدمی مرجاتا تو اس کے جانوروں کو بھی اس کی قبر پر رسی سے باندھ دیا جاتا تھا۔حتیٰ کہ چند دنوں میں وہ مویشی بھی بھوک پیاس سے مرجاتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کی اس رسم جاہلیہ کو بمشکل ختم کرا دیا۔اسی طرح بعض شوقین لوگ مختلف مقابلوں میں نشانے بازی اور تیر اندازی میں زندہ پرندوں کو ہدف بناتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اس رسم کا بھی کلی خاتمہ کر دیا۔بعض لوگ اپنے گھوڑوں کی ایال اور دم کے بالوں کو کلپ یا پن لگا کر باندھ دیا کرتے تھے، اس طرح یہ مویشی صحیح طور پر اپنے جسم کی صفائی اور مکھیوں سے چھٹکارہ نہیں حاصل کر سکتے تھے۔آپ ﷺ نے جانوروں پر اس معمولی جبر کو بھی ناپسند فرمایا اور کہا کہ گھوڑے کی ایال اور دُم کو کلپ نہ لگائے جائیں۔آپ ﷺ نے جانوروں پر قوت سے زیادہ بوجھ لادنے والے افراد کو بھی تنبیہ کی کہ وہ جانوروں کی استطاعت اور طاقت کے مطابق ان پر بوجھ لادا کریں۔(۳۲)

اسلام میں جانوروں کی اہمیت

اسلام سے پہلے جانوروں کے ساتھ اقوام عالم میں جو سلوک رائج تھا اس کو آپ ملاحظہ کر چکے، اب آپ قرآن اور سنت نبویہ کی روشنی میں اسلامی نقطۂ نظر ملاحظہ فرمائیں:

حیوانات کا تذکرہ قرآن کریم میں

ہم جانوروں کے حقوق اور حسن سلوک اور ان کی اہمیت کے حوالے سے قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن کی بہت سی سورتوں کے نام ہی جانوروں کے نام پر ہیں، مثلاً النمل (چیونٹی)، العنکبوت (مکڑی)، البقرۃ (گائے/بچھڑا)، النحل شہد کی مکھی، الفیل ہاتھی وغیرہ اور ایسے جانوروں کی تعداد تو بہت زیادہ ہے جن کا نام بنام ذکر کیا گیا ہے۔ان میں سے کچھ یہ ہیں مچھلی (۳۳)، سانپ (۳۴) سور/خنزیر (۳۵)، گھوڑا (۳۶)، بھیڑیا

(۳۷)، ابابیل (۳۸)، کوا (۳۹)، ھدھد (۴۰) مکڑی (۴۱)، ہاتھی (۴۲)، بندر (۴۳)، کتا (۴۴)، شہد کی مکھی (۴۵)، اونٹ (۴۶)، گائے بچھڑا (۴۷)، بھیڑ (۴۸)، چیونٹی (۴۹)، مکھی (۵۰)، خچر (۵۱)، کھٹمل (۵۲)، مینڈک (۵۳)، گدھا (۵۴)، ٹڈی (۵۵) وغیرہ ۱۴۴ سے زائد آیات ہیں جن میں حیوانات یعنی چرند و پرند کا ذکر کیا گیا ہے۔متعدد جانوروں کو انسانوں کی سواری، زینت اور آسائش کے لئے تخلیق کیا گیا ہے۔(۵۶) کچھ جانوروں کی تخلیق کو انسان کے لئے نعمت قرار دیا گیا ہے۔(۵۷) گویا انسان اور حیوان ایک جزء لاینفک ہے۔انسان اس پر سواری کرتا ہے۔اس سے کھیتی باڑی کرتا ہے، کھال سے مشکیزے آلات حرب اور لباس بناتا ہے۔اون سے کپڑے، دودھ سے مکھن غرض جانوروں سے بے انتہا فوائد حاصل کرتا ہے۔یہ تمام باتیں انسانوں کے ساتھ حیوانات کے تعلق اور ان کی اہمیت کو نمایاں کرتی ہیں۔اسی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قرآن پاک نے کہا ہے!

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ – (۵۸)

خوشنما و مزین کیا گیا ہے لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت مثلاً عورتیں، اولاد، اکٹھا کئے ہوئے خزانے، سونے چاندی اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتیاں۔

یعنی جس طرح اولاد خوشنمائی و زینت کا سامان ہیں اسی طرح حیوان ہیں۔

حیوانات کا تذکرہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

حدیث نبوی ﷺ کے مرتب شدہ مجموعات کا مطالعہ کرتے ہیں تو حیرت انگیز طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ جس طرح محدثین نے انسانی حقوق اور ان سے سلوک کی وضاحت کی ہے بعینہ اسی طرح حیوانات کے بارے میں جملہ تفصیلات فراہم کیں ہیں اور کوئی بھی حدیث کی کتاب اس سے خالی نہیں ہے۔میں یہاں بطور مثال کے حدیث کی مستند ترین کتب صحاح ستہ میں سے صرف صحیح مسلم کے چند ابواب پیش کر رہا ہوں۔

امام مسلم نے کتاب الامارہ کے ذیل میں یہ باب قائم کیا ہے۔ بـــاب مـــراعـــدۃ

مصلحۃ الدواب فی السیر والنھی عن التعریس فی الطریق، سفر میں جانوروں کو رعایتیں دینا اور جانوروں کے راستے سے ہٹ کر قیام کرنے کا حکم، اس باب کے تحت دو احادیث پیش کی ہیں، اس کے بعد پھر باب ہے باب الامر با حسان الذبح و القتل و تحدید الشفو ذبح اور قتل اچھے طریقے سے کرنے اور چھری تیز رکھنے کا حکم، تا کہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔

پھر یہ باب ہے باب النھی عن صبر البھائم جانوروں کو باندھ کر مارنے کی ممانعت، اس باب کے ذیل میں بھی سات احادیث ہیں، پھر مستقل نئی کتاب کتاب الاضاحی اور کتاب اللباس والزینۃ کے نام سے قائم کر کے اس کے ذیل میں متعدد ابواب قائم کئے ہیں جن میں قربانی کا وقت، سفر میں گھنٹی اور کتے رکھنے کی ممانعت، اونٹ کی گردن میں تانت کا قلادہ ڈالنے کی ممانعت، جانوروں کے منہ پر مارنے اور داغنے کی ممانعت، جیسے موضوعات کو زیر بحث لائے ہیں، کتاب السلام کے ذیل میں جانوروں کو بغیر ایذاء کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ باب النھی عن قتل النمل چیونٹی کے مارنے کی ممانعت، باب تحریم قتل الھرۃ بلی کے مارنے کی ممانعت، جانوروں کو کھلانے پلانے کی فضیلت، کے عنوان سے ابواب قائم کر کے ایسا محسوس ہوتا ہے محدثین نے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ سلوک و معاملات میں جس طرح انسانوں کے لئے احکامات ہیں اسی طرح جانوروں کے لئے بھی ہیں، جس طرح مخلوقات میں انسانوں کو اہمیت حاصل ہے۔ اسی طرح حیوانوں کو بھی حاصل ہے یہ حدیث کی ایک کتاب کے صرف چند ابواب ہیں، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتب احدیث میں حیوانات کے حقوق سے متعلق کتنے واضح و مفصل احکامات موجود ہیں۔(۵۹)

حیوانات کا تذکرہ فقہ میں

فقہاء نے قرآن کریم وحدیث سے استخراج کر کے کتب فقہ میں حیوانات سے متعلق ہر قسم کی تفصیلات جمع کر دی ہیں۔ جس میں جانوروں کو پالنے، قید کرنے (۶۰) انہیں ذبح کرنے، خرید وفروخت کرنے، استعمال کرنے کے جملہ احکامات موجود ہیں اور کوئی بھی فقہ کی بڑی کتاب ان مباحث سے خالی نہیں ہے۔

آپ ﷺ کی جانوروں سے محبت وشفقت

آپ ﷺ کو جانوروں سے بھی محبت تھی، اگر کسی جانور کا نام خراب ہوتا، جیسے ایک گھوڑا آپ ﷺ نے خریدا اس کا نام خرس تھا یعنی مرکھنا، بدکنے والا، تو آپ ﷺ نے اس کا نام بدل کر سکب (پانی کی طرح سبک رفتار اور تیز چلنے والا) رکھ دیا۔(۶۱) آپ ﷺ کے پاس بہت سے جانور تھے، ابن قتیبہ کے مطابق چھے گھوڑے السکب، المرتجز، لزاز، الا نمر ب، اللحیف، الورد ایک خچر ولدل نامی ایک گدھا یعفور نامی تین اونٹنیاں، القصواء، الجذعاء، العضباء اور ایک اونٹ الاورق نامی تھا۔(۶۲) امام حلبیؒ نے گھوڑوں کی تعداد سات بیان کی ہے۔جس میں سبحہ نامی گھوڑے کا اضافہ ہے اور الا نمر ب کی جگہ طرف نام بیان کیا ہے اور گدھوں کی تعداد دو بیان کی ہے۔بعض علماء نے یہ تعداد چار تک بیان کی ہے۔اس کے علاوہ آپ کے پاس بھیڑوں کی تعداد ایک سو سے سات سو تک بیان کی گئی ہے۔جسے اُم ایمن چرانے لے جاتی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا بھیڑیں پالا کرو کیونکہ یہ برکت کی چیز ہے۔آپ ﷺ کے پاس کچھ بکریاں بھی تھیں۔ایک سفید مرغ پال رکھا تھا جو گھر ہی میں رہتا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا سفید مرغ پالا کرو جس گھر میں سفید مرغ ہوتا ہے وہاں شیطان اور جادو قریب بھی نہیں آتا۔(۶۳) آپ ﷺ نے فرمایا مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ اذان دے کر نماز کے لئے جگاتا ہے۔(۶۴)

آپ ﷺ کو اپنی بیویوں کے بعد سب سے زیادہ جس چیز سے محبت تھی وہ گھوڑے تھے۔(۶۵) آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑا پالنا بہت اچھا کام ہے۔اس لئے کہ گھوڑے کی پیشانی میں خیر و برکت ہوتی ہے۔(۶۶) اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ پالنا عزت کا باعث ہے۔(۶۷) آپ ﷺ کی محبت وشفقت ہی ہے جس کے سبب آپ ﷺ نے حکم دیا سرسبزی کے زمانے میں دوران سفر سواری کو چرنے کا موقع دو اور قحط سالی کے زمانے میں سفر کو جلدی طے کرو تا کہ جانور کو بھوک پیاس کی تکلیف نہ ہو۔(۶۸) آپؐ نے حکم دیا کہ کوئی شخص کسی جانور کے بچے کو پکڑ کر اس کو تکلیف نہ پہنچائے۔(۶۹) فرمایا کسی جانور کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔(۷۰) کسی جانور کو بے ضرورت قتل نہ کرو، ورنہ قیامت کے دن اس کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔(۷۱) جانور کو ذبح کرتے وقت چھری تیز رکھو تا کہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔(۷۲) بلکہ چھری بھی جانور کے سامنے تیز نہ کرو۔(۷۳) جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔(۷۴) فرمایا جب کوئی جانور خرید کر لاؤ تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعاء پڑھا کرو!

اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَاجَبَلْتَھَا علیه واَعُوذُ بِکَ من شرِّها و شرِّمَا جَبَلْتَھَا علیه – (۷۵)

اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور اس خیر کو طلب کرتا ہوں جس خیر پر تو نے اسے پیدا کیا ہے اور میں اس کی برائی پر تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس برائی پر تو نے اسے پیدا کیا ہے۔

مشہور محدث صحابیؓ کی کنیت ابو ہریرہ (بلی کا باپ) آپ ﷺ ہی کی دی ہوئی تھی۔ جسے آپ نے حرز جان بنالیا اور اسی نام سے شہرت پائی۔(۷۶)

سیرت حلبیہ (۷۷) اور ضیاء النبی (۷۸) میں آپ ﷺ کی جانوروں بالخصوص گھوڑوں سے محبت کی متعدد روایات منقول ہیں لکھتے ہیں!

حضور ﷺ تمام جانوروں میں گھوڑوں سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ ان کی عزت کرتے ان کی تعریف کرتے اور ان کے بارے میں وصیت فرماتے۔ حضور ﷺ نے ان کی پیشانی اور دم کے بال کاٹنے سے منع فرمایا۔

نعیم بن ابی ہند کہتے ہیں میں نے دیکھا حضور ﷺ اپنی چادر سے گھوڑے کے منہ کو صاف کررہے تھے۔ آپ سے سوال کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کیوں کررہے ہیں؟ فرمایا!

آج جبریلؑ نے گھوڑوں کے بارے میں مجھے عتاب فرمایا ہے۔

اور ایک دفعہ اپنی قمیص کی آستین سے گھوڑے کے منہ کو صاف کیا۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا!

الخیل معقود فی نواصیها الخیر الی یوم القیامة –

دوسری حدیث میں فرمایا!

البرکة فی نواصی الخیل

گھوڑوں کی پیشانیوں میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے خیر وبرکت رکھ دی ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ جانوروں کو کس حد تک پسند کرتے تھے اور

ان سے کتنی محبت وشفقت فرماتے تھے۔

آپ ﷺ سے جانوروں کی عقیدت ومحبت اور فرماں برداری

جس طرح آپ ﷺ جانوروں سے محبت کرتے تھے اسی طرح جانور بھی آپ ﷺ سے محبت کرتے تھے، صرف محبت ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کرتے، اور آپؐ کے حکم کی فرماں برداری کرتے تھے، سیرت نگاروں نے اس حوالہ سے بے شمار واقعات نقل کئے ہیں ان میں سے کچھ واقعات جو درجہ صحت تک پہنچتے ہیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ انصار کے ایک گھرانے کا ایک اونٹ تھا جس پر وہ پانی کے مشکیزے لادکر لایا کرتے تھے۔ اس نے ایک دفعہ سرکشی شروع کردی۔ وہ اپنی پشت پر نہ کسی کو سوار ہونے دیتا نہ سامان لادنے دیتا۔ اس کے مالک حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا اونٹ ہے جس پر ہم پانی کے مشکیزے لادکر لاتے ہیں، اب اس نے ہمارے ساتھ سرکشی شروع کردی ہے، نہ ہمیں اپنے اوپر سوار ہونے دیتا ہے نہ کوئی بوجھ لادنے دیتا ہے، اس کی اس سرکشی سے ہمارے نخلستان اور کھیت خشک ہو رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو فرمایا اٹھو چلیں۔ اس اونٹ کے مالک کے ڈیرے پر تشریف لے گئے، حویلی میں داخل ہوئے تو دیکھا اونٹ ایک کونے میں کھڑا ہے۔ رحمت عالم چل کر اس کی طرف گئے۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو باؤلے کتے کی طرح ہوگیا ہے، حضور ﷺ اس کے قریب تشریف نہ لے جائیں مبادا وہ تکلیف پہنچائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے وہ کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ اونٹ نے جب نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھا تو دوڑ کر آیا اور حضور ﷺ کے سامنے سجدہ میں گر گیا اور اپنے منہ کا حصہ حضور ﷺ کے سامنے زمین پر رکھ دیا۔ سرور عالم ﷺ نے اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑ لیا۔ وہ بالکل تابع فرمان بن گیا۔ حضور ﷺ نے اس کو حکم دیا جو کام اپنے مالک کا وہ پہلے کیا کرتا تھا وہ اب بھی کیا کرے۔ صحابہ کرام نے یہ منظر دیکھا تو عرض پیرا ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! یہ جانور ہے اسے کوئی سمجھ نہیں ہے۔ اس نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا ہے۔ ہم تو عقل وفہم کے مالک ہیں ہمارا زیادہ حق ہے کہ حضور ﷺ کو سجدہ کریں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ کسی انسان کے لئے درست نہیں کہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔ اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، کیونکہ

خاوند کا حق عورت پر سب سے زیادہ ہے۔(۷۹)

اسی طرح صحیح سند سے یعلی بن مرہ الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ شریک سفر تھے۔ ہمارا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا جس پر اس کے مالک پانی کے مشکیزے لاد کر لایا کرتے تھے۔ جب اس اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو بڑبڑایا اور گردن کا اگلا حصہ زمین پر رکھ دیا۔ حضور ﷺ رک گئے، پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ وہ حاضر ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ مجھے فروخت کر دو۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور ہدیہ حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ اس خاندان کا اونٹ ہے جن کے پاس اس کے علاوہ کسب معاش کا کوئی ذریعہ نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر یہ بات ہے تو سنو تمہارے اونٹ نے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارہ کم کھلاتے ہو۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ کام تھوڑا لے اور چارہ زیادہ ڈال۔(۸۰)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ!

ایک اونٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، جب وہ حضور ﷺ سے قریب ہوا تو سجدہ میں گر پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ چند انصاری جوان گویا ہوئے یہ ہمارا اونٹ ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا اسے کیا تکلیف ہے؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بیس سال تک ہم اس پر پانی کے مشکیزے لاد کر لاتے رہے ہیں اب یہ بوڑھا ہو گیا ہے، ہمارا ارادہ ہے ہم اس کو ذبح کر دیں۔ رحمت عالم نے فرمایا کیا تم مجھے یہ اونٹ فروخت نہیں کر دیتے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ حضور ﷺ کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو یہاں تک کہ اس کا مقررہ وقت (موت) آ جائے۔ انصاری نوجوانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نادان اونٹ نے حضور ﷺ کو سجدہ کیا، ہم اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ حضور ﷺ کو سجدہ کریں۔ مرشد جن وانس نے فرمایا کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔(۸۱) یہ واقعہ بھی صحیح روایات سے کتب احادیث میں منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

انصار میں سے ایک شخص کے دو اونٹ تھے۔ دونوں مست ہو گئے۔ انہیں اس نے ایک چاردیواری میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوا۔اس نے ارادہ کیا کہ حضورﷺ کو بلائے۔نبی کریمﷺ چند انصار کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہﷺ میں ایک ضروری کام کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔میرے دو اونٹ تھے وہ مست ہو گئے ہیں۔میں نے ان کو ایک حویلی میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو میرا فرمانبردار بنائے۔حضورﷺ نے صحابہ کرامؓ کو فرمایا اٹھو میرے ساتھ چلو۔حضورﷺ تشریف لے گئے، جب دروازے پر پہنچے تو مالک کو حکم دیا کہ دروازہ کھولو۔وہ دروازہ کھولنے سے جھجکا مبادا اونٹ حضورﷺ کو تکلیف پہنچائیں۔حضورﷺ نے سختی سے حکم دیا کہ دروازہ کھولو۔اس نے دروازہ کھولا ایک اونٹ دروازے کے پاس بیٹھا تھا اس نے جب حضورﷺ کو دیکھا تو فوراً سجدہ میں گر گیا۔حضورﷺ نے اس کے مالک کو کہا جاؤ رسی لے آؤ تا کہ میں اس کا سر باندھ دوں اور اس کو تیرے حوالے کر دوں۔وہ جلدی سے رسی لے آیا۔حضورﷺ نے اس کو باندھا،فرمایا لے لو۔پھر حویلی کے آخری کنارے پر دوسرا اونٹ کھڑا تھا اس نے جب حضورﷺ کو دیکھا تو وہ بے چون وچرا سجدہ میں گر گیا۔اس کے لئے بھی اس کے مالک کو رسی لانے کا حکم دیا۔وہ لے آیا۔حضورﷺ نے اسی طرح اس اونٹ کا سر باندھ دیا اور اس کی نکیل اس کے مالک کے حوالے کر دی۔آخر میں فرمایا!

اذھب فانھما لا یعصیانک۔ (۸۲)

لے جاؤ اب یہ تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔

مذکورہ بالا واقعات میں جانوروں کے سجدے کا ذکر آیا ہے ملا خاطر لکھتے ہیں یہ سجدہ تعظیمی تھا، سجدۂ عبادت نہیں تھا۔اس لئے کہ سجدۂ عبادت نہ انسانوں کے لئے جائز ہے نہ حیوانوں کے لئے۔(۸۳)

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت ابو طلحہؓ کے سست رفتار گھوڑے کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ آپﷺ نے ایک مرتبہ اس کی سواری فرمائی اور واپسی پر فرمایا: یہ تو دریا ہے، آپﷺ کے اس فرمان کا نتیجہ تھا کہ اب کوئی گھوڑا رفتار میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔(۸۴)

یہ تو آپ کی اطاعت کا عالم ہے، آپؐ کے غلاموں کو بھی حیوانات پہچانتے اور حکم کی اطاعت کرتے تھے۔آپﷺ کے غلام کا دلچسپ قصہ منقول ہے!

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہؓ کا بیان ہے کہ میں سمندر

میں ایک کشتی پر سوار ہوا۔ وہ کشتی ٹوٹ گئی۔ پس میں اس کے ایک تختے پر چڑھ بیٹھا اور ایک جنگل میں جا نکلا جس میں شیر تھے۔ اچانک ایک شیر آیا جب میں نے اُسے دیکھا تو کہا: اے ابوالحارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں۔ یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا آیا یہاں تک کہ میرے پہلو میں کھڑا ہوگیا پھر میرے ساتھ چلا جیسے کہ مجھے راستے پر ڈال رہا ہو۔ آخر میں یوں دھاڑا جیسے مجھے الوداع کرتا ہو۔(۸۵)

ان واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جانور بھی آپ ﷺ کی نبوت سے آگاہ ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں۔

(جاری ہے)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ارشاد ربانی ہے!

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۔

(سورہ الاسراء آیت ۷۰)

یعنی آسمانوں اور زمینوں میں موجود تمام مخلوقات پر بنی نوع انسان کو فضیلت دی گئی ہے،

۲۔ دیکھئے سورۃ الزمر، آیت ۹،

۳۔ سورہ انبیاء، آیت ۱۰۷،

۴۔ مسلم بن الحجاج أبي الحسين، القشیری، صحیح مسلم مترجم عابد الرحمن صدیقی (کراچی، قرآن محل) کتاب التوبۃ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ/ ۳۶۸/ ج۔۳/ص ۴۸۱،

۵۔ سورۃ المدثر، آیت ۳۱،

۶۔ مرتضیٰ حسن، قائم رضا، جامع نسیم اللغات (لاہور، غلام علی اینڈ سنز ۱۹۹۶ء) ص ۳۸۳،

۷۔ ایضاً، ص ۴۹۸،

۸۔ ابو جیب، سعید، القاموس الفقهيه لغة واصطلاحاً (بیروت، دار الفکر ۱۹۸۲ء) ص ۱۰۹،

۹۔ دیکھئے سورۃ العنکبوت، آیت ۶۴، وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ای الحیاۃ الدائمۃ التی لا یعقبھا الموت۔

۱۰۔ الدمیری، کمال الدین۔ حیات الحیوان مترجم محمد عباس فتحپوری، محمد عرفان سرحدی ونثار احمد وغیرہ (لاہور، ادارہ اسلامیات ۱۹۹۲ء) مقدمہ ج۔۱/ص ۳۸، بحوالہ ابجد العلوم، ص ۴۶۷،

۱۱۔ رفیق خاور، اردو تھیسارس (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان ۱۹۹۴ء) ص ۱۷۹،

۱۲۔ ایضاً ص ۱۷۸،

۱۳۔ ندوی، مجیب اللہ، اسلامی قانون محنت واُجرت (لاہور، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نسبت روڈ) ص ۲۲۰،

۱۴۔ السباعی، ڈاکٹر مصطفیٰ، پرانے زمانہ کا ایک عجوبہ (لکھنو، پندرہ روزہ تعمیر حیات مترجم انور حسن ۲۵/مارچ ۱۹۹۶ء)، ص ۲۱۔۲۲،

۱۵۔ چانکیہ، کوتلیہ، ارتھ شاستر مترجم سلیم اختر (لاہور، نگارشات ۱۹۹۹ء) ص ۱۶۰،

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۶۱،

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۶۴، اور ہاتھیوں کے لئے دیکھئے ص ۱۷۲،

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۷۰،

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۷۴، وغیرہ،

۲۰۔ أبی تمام، تسهيل الدراسة فی ترجمة الحماسة مترجم ذوالفقار علی دیوبندی،

۲۱۔ قطب الدین، نواب محمد، مظاہر حق شرح مشکوٰۃ مرتب عبداللہ جاوید (دارالاشاعت کراچی) ج ۴/ص ۳۷، اور سیرت النبیؐ، شبلی نعمانی، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج۔۶/ص ۳۰۲،

۲۲۔ المنجد فی الاعلام (دارالمشرق بیروت/دارالقرآن انتشارات اسماعیلیان ۱۳۶۲) میں لکھا ہے الناقة التی كانت تعقل فی الجاهلية عند قبر صاحبها فلا تعلف ولاتسقى حتى تموت، ص ۔۴۹،

۲۳۔ Muhammad Encyclopaedia of seerah by Afzalur Rahman (Pub: London. The Muslim Schools trust, Jul 1981) Vol-1, p 52,
اور مظاہر حق نواب محمد قطب الدین، ج ۴/ص ۴۲،

۲۴۔ بلیغ الدین، شاہ، روشنی (غضنفر اکیڈمی ۱۹۷۸ء) ص ۱۵ اور مظاہر حق، ج ۴/ص ۴۶، سیرت النبی، ج ۶/ص ۳۰۲، ص ۱۲۵،
۲۵۔ جانگڑا، عبدالرزاق، شان سیدالمرسلین وخاتم النبیین، ص ۱۲۵،
۲۶۔ السجستانی، ابوداؤدسلیمان بن اشعث: سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب النہی عن الوسم فی الوجہ ۳/ ۵۷، صحیح مسلم کتاب اللباس باب کراھۃ قلادۃ ۶/ ۱۶۳،
۲۷۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور، دانش گاہ پنجاب ۱۹۸۶ء) ج ۱۹/ص ۱۴۷، سنن ابوداؤد اور ترمذی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھئے سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی التحریش بین البھائم ۳/ ۵۶، اور سنن ترمذی کتاب الجہاد باب فی التحریش ۴/ ۲۱۰،
۲۸۔ السجستانی، ابوداؤد، سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب الامراض المکفرۃ ۳/ ۴۶۹ اور
Muhammad Encyclopaedia of Seerah, Vol-1, p-53,
۲۹۔ سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب کراہیۃ حرق العدو بالنار ۳/ ۱۲۶، اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۹/ص ۱۴۷،
۳۰۔ مسلم بن الحجاج، ابی الحسین، صحیح مسلم مترجم عابدالرحمٰن صدیقی کاندھلوی کراچی، (قرآن محل مولوی مسافرخانہ) کتاب اللباس و الزینۃ باب کراھۃ قلادۃ الوتر فی رقبۃ البعیر ۶/ ۱۶۳، اور ۱۲۵ حدیث ۸۴۵ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی الجرس ۴/ ۱۸،
۳۱۔ الدمیری، کمال الدین۔ حیات الحیوان مترجم، ج ۱/ص ۴۰،
۳۲۔ بوڈلے، آر۔وی۔سی، محمد رسول اللہ ﷺ، مترجم محمد علی چراغ (لاہور، نذیر پبلیکیشنز ۱۹۹۶ء) ص ۱۹۴،
۳۳۔ سورۃ الأعراف، ۷/ ۱۶۳، الکھف ۱۸/ ۶۱، ۶۳، الصافات ۳۷/ ۱۴۲، القلم ۶۸/ ۴۸،
۳۴۔ سورۃ الأعراف ۷/ ۱۰۷، طٰہٰ ۲۰/ ۲۰، الشعراء ۲۶/ ۳۲،
۳۵۔ سورۃ البقرہ ۲/ ۱۷۳، المائدہ ۵/ ۳، ۶۰، الانعام ۶/ ۱۴۵، النحل ۱۶/ ۱۱۵،
۳۶۔ سورۃ آل عمران ۳/ ۱۴، الانفال ۸/ ۶۰، النحل ۱۶/ ۸، الاسراء ۱۷/ ۶۴، ص ۳۸/ ۳۱، الحشر ۵۹/ ۶،
۳۷۔ سورۃ یوسف ۱۲/ ۱۳۔۱۴، ۱۷،
۳۸۔ سورۃ الفیل، ۱۰۵/ ۳

۳۹۔ سورۃ المائدہ ۵/۳۱،

۴۰۔ سورۃ النمل ۲۷/۲۰،

۴۱۔ سورۃ العنکبوت ۲۹/۴۱،

۴۲۔ سورۃ الفیل ۱۰۵/۱،

۴۳۔ سورۃ البقرہ ۲/۶۵، الاعراف ۷/۱۶۶، المائدہ ۵/۶۰،

۴۴۔ سورۃ الاعراف ۷/۱۷۶، الکھف ۱۸/۱۸، ۲۲،

۴۵۔ سورۃ النحل ۱۶/۶۸،

۴۶۔ سورۃ الانعام ۶/۱۴۴، الاعراف ۷/۷۳، ۷۷، یوسف ۱۲/۷۰، ۸۲، ۹۴، ھود ۱۱/۶۴، الاسراء ۱۷/۵۹، الشعراء ۲۶/۱۵۵، القمر ۵۴/۲۷، الغاشیہ ۸۸/۱۷، الشمس ۹۱/۱۳،

۴۷۔ سورۃ البقرہ ۲/۶۷۔۷۱، الانعام ۶/۱۴۴، ۱۴۶، ھود ۱۱/۶۹، یوسف ۱۲/۴۳، ۴۶، الذاریات ۵۱/۲۶،

۴۸۔ سورۃ الانعام ۶/۱۴۳، ۱۴۶، طٰہٰ ۲۰/۱۸، الانبیاء ۲۱/۷۸، سورہ ص، ۳۸/۲۳۔۲۴،

۴۹۔ سورۃ النمل ۲۷/۱۸،

۵۰۔ سورۃ البقرۃ ۲/۲۶، سورۃ الحج ۲۲/۷۳،

۵۱۔ سورۃ النحل ۱۶/۸،

۵۲۔ سورۃ الاعراف ۷/۱۳۳،

۵۳۔ سورۃ الاعراف ۷/۱۳۳،

۵۴۔ سورۃ البقرہ ۲/۲۵۹، النحل ۱۶/۸، الجمعۃ ۶۲/۵، المدثر ۷۴/۵۰،

۵۵۔ سورۃ الاعراف ۷/۱۳۳، القمر ۵۴/۷،

۵۶۔ مثلاً فرمایا وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً، سورۃ النحل ۱۶/۸، وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ، سورۃ النحل ۱۶/۵، فرمایا جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ، سورۃ مومن ۴۰/۷۹، فرمایا مَتَاعًا لَّكُمْ، النازعات ۷۹/۳۳ اور عبس ۸۰/۳۲،

۵۷۔ فرمایا وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً، المومنون ۲۳/۲۱، فرمایا أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ

كَيْفَ خُلِقَتْ، الغاشیۃ ۸۸/۱۷،

۵۸۔ سورۂ آل عمران ۳/۱۴،

۵۹۔ تفصیل کے لئے دیکھئے صحیح مسلم و دیگر کتب احادیث،

۶۰۔ الکتانی، عبدالحی، نظام الحکومۃ النبویۃ المسمیٰ التراتیب الاداریۃ، (بیروت، دارالکتاب العربی سن نامعلوم) ج ۱/ص ۳۴۰۔۳۴۱،

۶۱۔ حلبی، علی ابن برہان الدین، سیرت حلبیہ (اُم السیر) مترجم مولانا محمد اسلم قاسمی (کراچی) دارالاشاعت اردو بازار ۱۹۹۹ء) ج ۶/ص ۴۵۴،

۶۲۔ ابن قتیبہ، ابی محمد عبداللہ بن مسلم، الدینوری (۲۱۳ھ۔۸۲۸/۲۷۶ھ۔۸۸۹ء) المعارف مترجم علی محسن صدیقی، قرطاس ادارہ تصنیف و تالیف کراچی یونیورسٹی سن طباعت غالبًا ۱۹۹۸ء) ص ۱۴۵،

۶۳۔ حلبی، علی بن برحان الدین۔ سیرت حلبیہ، ج ۶/ص ۴۵۷،

۶۴۔ بلوغ الامانی، ج ۱۹/ص ۳۳۲،

۶۵۔ حلبی، علی بن برحان الدین، سیرت حلبیہ، ج ۶/ص ۴۵۴،

۶۶۔ مسعود احمد، منھاج المسلمین (کراچی، جماعت المسلمین، نا رجھ کراچی ۱۹۹۱ء) ص ۶۵۵،

۶۷۔ سنن ابن ماجہ، ج ۲/ص ۴۷، فرمایا الابل عز لاھلھا اونٹ اپنے پالنے والوں کے لئے عزت کا ذریعہ ہے۔

۶۸۔ صحیح مسلم کی روایت ہے اذا سافرتم فی الخصب فاعطوا الابل حظھامن الارض واذا سافرتم فی السنۃ فاسرعوا علیھا السیر منھاج المسلمین، ص ۶۶۵

۶۹۔ بلوغ الامانی، ج ۱۹/ص ۸۷، اور دیکھئے! Muhammad Encyclopaedia of seerah Vol-1, p 53,

۷۰۔ مسعود احمد، منہاج المسلمین، ص ۶۶۶،

۷۱۔ بلوغ الامانی، ج ۱۷/ص ۱۵۲،

۷۲۔ مسعود احمد، منھاج المسلمین، ص ۶۶۷،

۷۳۔ الألبانی، محمد ناصر الدین، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (الریاض مکتبۃ المعارف ۱۹۸۷ء) ج ۱/جزاء ۱/ص ۳۲،

۷۴۔ مسعود احمد منھاج المسلمین، ص ۶۶۷،

۷۵۔ بلوغ الامانی، ج ۱۶/ص ۶۱۴،

۷۶۔ Muhammad Encyclopaedia of seerah Vol-1, p 53,

۷۷۔ حلبی، علی بن برحان الدین، سیرت حلبیہ، ج ۲/ص ۳۵۴،

۷۸۔ کرم شاہ، پیر محمد الازھری، ضیاء النبی (لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز ۱۴۱۸ھ) ج ۵/ص ۶۰۵،

۷۹۔ دیکھئے مسند احمد، ج ۳/ص ۱۵۸، کشف الاستار، ج ۳/ص ۱۵۱، دلائل النبوۃ ابی نعیم اصفہانی، ج ۲/ص ۳۹۱، مجمع الزوائد، ج ۹/ص ۴، الترغیب والترھیب، ج ۴/ص ۱۲۳، الشمائل ابن کثیر، ص ۲۶۲ وغیرہ،

۸۰۔ کرم شاہ، پیر محمد، الازھری، ضیاء النبی، ج ۵/ص ۸۱۸،

۸۱۔ سنن الدارمی، ج ۱/ص ۱۸، حدیث نمبر ۱۷، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۱/ص ۴۹۰، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶/ص ۱۸، اور دلائل النبوۃ ابی نعیم اصفہانی، ج ۲/ص ۳۹۳، شمائل ابن کثیر ص ۲۷۱،

۸۲۔ مسند احمد، ج ۳/ص ۳۱۰، اور سنن الدارمی ج ۱/ص ۱۹، حدیث نمبر ۱۸، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۱/ص ۴۷۳، مسند عبد بن حمید ص ۳۳۷، حدیث نمبر ۱۱۲۲، دلائل النبوۃ ابی نعیم اصفہانی، ج ۲/ص ۳۹۱، دلائل النبوۃ للبیہقی، ج ۶/ص ۲۲، کنز العمال، ج ۱۱/ص ۴۱۷، شمائل ابن کثیر ص ۲۶۳، مجمع الزوائد، ج ۹/ص ۴، سبل الھدیٰ والرشاد، ج ۲/ص ۳۹۲،

۸۳۔ ملا خاطر، خلیل ابراہیم، محبة النبي و طاعته بين الانسان والجماد (جدہ، دار القبلة للثقافة الاسلامية ۱۹۹۸ء) ص ۵۲،

۸۴۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الجهاد باب الفرس القطوف اور باب السرعة والركض في الفزع اور باب امر ركوب على الدابة صحیح مسلم كتاب الجهاد باب شجاعة النبي حدیث ۴۸۔۴۹،

۸۵۔ مصنف عبدالرزاق، ج ۱۱/ص ۲۸۱، المستدرک للحاکم، ج ۳/ص ۶۰۶، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶/ص ۴۵، حلیۃ الاولیاء، ج ۱/ص ۳۶۹، المعجم الکبیر، ج ۷/ص ۹۴، مجمع الزوائد، ج ۹/ص ۳۶۶، وغیرہ،